مکالمہ بین المذاہب: اصل پس منظر

ایک نئی مابعدالطبیعیات کا ظہور

مابعدالطبیعیاتی تصورات کے بغیر سائنس فلسفہ اور مذہب اپنے سفر کا آغاز نہیں کر سکتے ہر لفظ، زبان، سائنس، نظریہ، عقیدہ، نظام زندگی مذہب، سائنس، حتیٰ کہ فلسفہ کسی نہ کسی مابعدالطبیعیاتی اساس پر کھڑے ہوتے ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ میں کسی مابعدالطبیعیاتی اساس کو تسلیم نہیں کرتا تو یہ خود ایک مابعدالطبیعیاتی دعویٰ [Metaphysical claim] ہے جو اپنی الگ اساس رکھتا ہے جدید تعلیم گاہوں سے نکلنے والی نسل کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ان درس گاہوں سے نکلنے والا اپنی مابعدالطبیعیات کو زندگی کے سفر میں اپنا ذاتی معاملہ سمجھ کر ایک طرف رکھ دیتا ہے اور اپنی مابعدالطبیعیات سے اوپر اٹھ کر زندگی کے معاملات، کاروبار، سیاست، معیشت، معاشرت کو طے کرنے کی کوشش کرتا ہے فلسفے کی زبان میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ لوگ ان درس گاہوں سے De-ontological ہو کر نکلتے ہیں اس فلسفیانہ اصطلاح کا مطلب یہ ہے کہ میں کائنات کی اصل حقیقت یعنی حقیقتوں کی حقیقت علت اولیٰ، علت العلل، حقیقت الحقائق، حقیقت مطلقہ، یعنی اللہ رب العزت [absolute reality] سے جو بنیاد بنتی ہے اس کائنات میں حقیقتوں کی ترتیب کی [cosmological order] اس اصل حقیقت سے دستبردار ہو جاؤں اور حقیقت کے اس مابعدالطبیعیاتی تصور کو زندگی کے معاملات کو سمجھنے اور مشکلات کو حل کرنے میں اس تصور حقیقت سے نہ کوئی مدد لوں نہ اسے اہمیت دوں دوسرے معنوں میں لوگ سیکولر ہو جاتے ہیں یا Tolerant عام زندگی [Public life] میں مذہبی نہیں رہتے اور اپنی مابعدالطبیعیات اور مذہب کو صرف اپنی نجی زندگی [Private Life] تک محدود کر لیتے ہیں مشرق میں نجی زندگی کا دائرہ بہت وسیع ہے جس میں خاندان، بیوی بچے عزیز و اقارب دوست رشتہ دار سب آ جاتے ہیں لیکن مغربی فکر و فلسفے میں نجی زندگی کا مطلب صرف اور صرف آپ کی ذاتی زندگی [only your private life] ہے لہٰذا حقوق انسانی [Human Rights] اور بنیادی حقوق [Fundamental Rights] کے تناظر میں جب بھی نجی زندگی کی اصطلاح استعمال کی جائے گی اس کا دائرہ صرف اور صرف ایک فرد [Individual] تک محدود رہے گا حتیٰ کہ آپ کی بیوی، بیٹا، بیٹی، ماں، باپ آپ کے زیر کفالت افراد بھی اس میں شامل نہیں ہوں گے یہ [Public Sphere] ہے نجی دائرہ [Private sphere] نہیں ہے کیونکہ ہر فرد تنہا ہے الگ ہے قائم بالذات ہے آزاد ہے اور مساوی ہے باپ اور بیوی بیٹے اور بیٹی ماں اور لڑکی میں کسی کو کسی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے سب انسان ہیں یعنی خدا ہیں لہٰذا سب برابر ہیں لہٰذا باپ بیٹی پر ماں بیٹے پر کوئی حکم نہیں چلا سکتی اور ان کی [Public life] میں جو ان کی [Private life] ہے کوئی مداخلت نہیں کر سکتے اگر آپ نے مداخلت کی تو بچے پولیس کو فون کر کے پولیس کے حوالے کر دیتے ہیں مغرب میں ہر سال لاکھوں ماں باپ بچوں کے فون پر گرفتار ہوتے ہیں اور لاکھوں عورتیں اپنے شوہروں سے اس بات پر

طلاق لے لیتی ہیں کہ انہوں نے خراٹوں سے ان کی آزادی [Freedom] میں مداخلت کی اور ان کی نجی زندگی میں خراٹوں سے گڑبڑ پیدا کر کے دوسرے کے [other] معاملات میں دخل اندازی کی جو [Public Sphere] ہے لہٰذا عدالتیں ایسی بیویوں کو طلاق دلوا دیتی ہیں۔ زندگی کے میدان میں ان کی مابعدالطبیعیات ان کے لئے ایک ذاتی چیز رہ جاتی ہے اجتماعی شے نہیں رہتی اس رویے کا سبب یہ راسخ نقطۂ نظر ہے کہ مابعدالطبیعیات ایمانیات عقائد الٰہیات تو بے شک ہم رکھتے ہیں لیکن چونکہ یہ مشاہدے تجربے حواس خمسہ کے سائنسی دائرے سے باہر ہیں لہٰذا یہ علم کے دائرے میں نہیں آتے لہٰذا ہم زندگی کے میدان میں ان امور کو کچھ دیر کے لئے معطل کر دیتے ہیں۔ مابعدالطبیعیات ایمانیات میرے ایمان عقیدے سے متعلق ہے لیکن میں اسے سماجی، سیاسی، معاشی، زندگی میں روبہ عمل نہ لاؤں گا چونکہ ہر شخص اور ہر نظام کی مابعدالطبیعیات الگ ہے اور کسی مابعدالطبیعیات کو دائرہ علم میں نہیں لایا جاسکتا نہ ہی ایک کی دوسرے پر برتری ثابت کی جاسکتی ہے لہٰذا ان امور ومباحث کو زندگی سے خارج کر دیا جائے۔ حالانکہ یہ دعوی خود ایک مابعدالطبیعیاتی دعویٰ ہے لہٰذا انسان اپنی ایمانیات الٰہیات، مابعدالطبیعیات سے آزاد نہیں ہوتا کٹتا نہیں لہٰذا De-ontological ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی مابعدالطبیعیات کو معطل رکھو [suspend your ntology] یہ بھول جاؤ کہ تم کون ہو تمہیں کس نے پیدا کیا ہے تمہاری زندگی کا مقصد کیا ہے۔ خیر وشر کے پیمانے کیا ہیں ان سب کو فراموش کر دو اسی نقطۂ نظر کی بنیاد پر مکالمہ بین المذاہب کی عمارت اٹھائی جارہی ہے قرآن کریم صاف الفاظ میں کہتا ہے کہ ''ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بے زار ہیں ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت ہوگئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ [سورۂ ممتحنہ:۴] قرآن کی نص کے سامنے مکالمہ بین المذاہب کا کوئی جواز نہیں وہ علماء جو اس عمل میں شریک ہیں وہ قرآن کو غور سے پڑھ لیں۔ مکالمہ بین المذاہب کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان یہ بھول جائیں کہ حضرت عیسیٰؑ عیسائیوں کی مابعدالطبیعیات میں خدا کے بیٹے ہیں یا نہیں؟ عیسائیت شرک کی اساس رکھتی ہے یا نہیں تو حید اور شرک دو مختلف مابعدالطبیعیات الٰہیات عقائد سے نکلنے والے نقطۂ نظر ہیں لہٰذا مکالمہ بین المذاہب کے لئے ضروری ہے کہ تمام مذاہب والے اپنی اپنی مابعدالطبیعیات ایمانیات عقائد کو نظر انداز کر دیں یعنی [De-ontological position] لے لیں اس کے بجائے مذاہب عالم مشترکہ نکات پر بات کریں اخلاقیات کے مباحث کو لے لیں سچ اور جھوٹ، گناہ اور برے کام، خدمت خلق، وغیرہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں یا نہیں یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے یہ کوئی دینی معاملہ ہی نہیں یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں کہ اس کی بنیاد پر مکالمہ کو ترک کر دیا جائے دوسرے معنی میں توحید وشرک میں کوئی فرق نہیں دونوں برابر کے خیر [Equal good] ہیں لہٰذا دونوں پر گفتگو کی کیا ضرورت ہے دوسرے لفظوں میں خدا تک پہنچنے کے تمام طریقے، سلیقے، قرینے، مظاہر، ذرائع، وسائل، مذاہب، وسیلے، سہارے، ادارے، یکساں حیثیت مرتبے اور مقام کے حامل ہیں اور سب کی منزل ایک ہے۔ دوسرے معنوں میں تمام مذاہب نظریے فلسفے درست ہیں اور خیر کی شناخت کا مشترکہ متفقہ اور یکساں ذریعہ۔ اس کافرانہ نقطۂ نظر کا سادہ ترجمہ یہ ہوگا If every thing is true then nothing is true اگر ہر چیز خیر، سچ، الحق ہے تو پھر کوئی شے خیر نہیں خیر سچ الحق کے تصورات باطل تصورات ہیں اس فلسفے کے نتیجے میں تصور خیر [Concept of good or truth] ختم ہو جاتا ہے جبکہ مذہب سائنس فلسفہ کسی تصور خیر یعنی [Metaphysic] کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ پچھلا تصور خیر ترک کر کے کوئی نیا تصور خیر یا سابقہ مابعدالطبیعیات ترک کر کے نئی مابعدالطبیعیات اختیار کر لیں جیسا کہ مکالمہ بین المذاہب میں شریک ہونے والے تمام فریق مغرب کی عطا کردہ اس نئی مابعدالطبیعیات پر ایمان لے آتے ہیں کہ خیر، الحق، سچ کے تمام دعوے درست ہیں کسی خیر کو دوسرے خیر پر فوقیت حاصل نہیں کیونکہ تمام انسان برابر ہیں لہٰذا انسانوں

کے تمام فکری سلسلے برابر ہیں۔لہذا تمام مذاہب برابر ہیں اور ایک ہی ہدف کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔یعنی دنیا میں کوئی شے الحق، الکتاب، خیرنہیں یہ سب کے ذاتی خیالات ہیں سب کو ذاتی خیالات رکھنے کی آزادی ہےلیکن اس بات کی اجازت وآزادی نہیں ہے کہ وہ اپنے تصور خیر یا الحق کو کسی دوسرے تصور خیر سے بہتر برتر فائق افضل اعلیٰ بہترین عمدہ سمجھیں اگر آپ ایسا کرنے پر اصرار کرتے ہیں تو آپ انسان نہیں ہیں کیونکہ آپ نے اپنے انسان ہونے کا جواز کھودیا کیوں کہ آپ نے مساوات کے فلسفے کو رد کیا، رواداری کو رد کیا،عقلیت کے بجائے خارجی ذریعہ علم یعنی وحی کو علم کا منبع، ماخذ قرار دے کر اپنے انسان ہونے کی نفی کی عقلیت کے منہاج [Paradigm of Rationality] کو رد کردیا۔اصلاً آپ نے اپنے انسان ہونے کو رد کیا ہے لہٰذا آپ انسان کے دائرے سے باہر نکل گئے۔یہ نا قابل معافی جرم ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو خود مختار آزاد تسلیم نہ کرے اور کسی کی بندگی اختیار کرے نفس اور عقل کی بندگی سے نکلنے والا انسان ہی نہیں ہے۔کیونکہ آپ نے مغربی فکر وفلسفے کی عطا کردہ مابعد الطبیعیات اور عقلیت کو ماننے سے انکار کردیا ہے جو تاریخ کی سب سے برتر اعلیٰ افضل مابعد الطبیعیات اور عقلیت ہے لہٰذا آپ عقلیت پسند انسان [Rational human being] نہیں ہیں لہٰذا آپ انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہیں لہٰذا آپ زندگی کا حق بھی نہیں رکھتے کیونکہ مغربی فکر و فلسفے اور بنیادی انسانی حقوق کے منہاج [Discouse] میں آپ کو زندگی کا حق نہیں دیا جاسکتا کیونکہ آپ مذہب انسانی حقوق کے مرتد منکر اور کافر ہیں لہٰذا آپ واجب القتل ہیں۔واضح رہے کہ مغرب میں معاہد اور ذمی کی گنجائش نہیں جو مغرب کے مذہب حقوق انسانی [Human Right Declaration] کو تسلیم نہیں کرتا اسے صرف موت ملے گی درمیان کا راستہ نہیں لہٰذا مغرب مسلمانوں میں مسلسل موت بانٹ رہا ہے۔جاوید غامدی، وحید الدین خان ابھی تک اسلام میں قتل مرتد کے مسئلے پر شرمندگی سے آب آب ہو رہے ہیں ان جہلاء کو یہ معلوم نہیں کہ مغرب کے مذہب سرمایہ داری [Religion of Capital] کا اعتقادی ایمانی والہیاتی ڈھانچہ بنیادی حقوق کے منشور میں سمو دیا گیا ہے اس مذہب حقوق انسانی پر دنیا کی قوموں کا ایمان لانا ضروری ہے۔فریڈم، ڈیموکریسی پر جو قوم ایمان نہیں لاتی اور منشور انسانی حقوق کو تسلیم نہیں کرتی اقوام متحدہ اس کے خلاف ہر قسم کی پابندی لگا سکتی ہے اس مذہب کے مرتدین واجب القتل ہیں لہٰذا اس کا ثبوت عراق اور افغانستان ہیں جہاں مرتدوں کا قتل عام جاری ہے۔ارتداد سے توبہ کی اجازت نہیں ذمی یا معاہد کے لیے کوئی گنجائش نہیں یا بنیادی حقوق کے فلسفے کو قبول کرلو یا مرنے کے لیے تیار رہو۔اسلام میں ارتداد کی سزا صرف اس کے لیے ہے جو اسلام کو اپنی رضا سے اختیار کرنے کے بعد اسے الحق تسلیم کرنے سے انکار کردے۔اگر کوئی شخص اسلام کو دین کے طور پر قبول نہیں کرتا تو نہ کرے اسلام اس پر کوئی جبر نہیں کرتا لیکن ایک مرتبہ دائرے اسلام میں داخل ہونے کے بعد وہ اسلامی علمیت وعقلیت کا پابند ہوگیا لہٰذا اس کی قسمت کا فیصلہ اب اسلامی علمیت وعقلیت کے منہاج میں ہوگا۔اس کو غیر عقلی وہی کہہ سکتا ہے جو علم وعقل کے دوسرے منہاج میں کھڑا ہو، اسلام میں جو دین قبول کر کے رد کردے وہ واجب القتل ہے۔مغرب میں جو فلسفہ مغرب یا بنیادی حقوق کو قبول نہ کرے وہ واجب القتل ہے۔مغرب کی دہشت گردی یہ ہے کہ بنیادی حقوق کا مذہب ہر شخص، قوم، ملت کو قبول کرنا ہوگا۔خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند، حقوق انسانی عالمگیر مذہب ہے عالمگیر حق اور سچائی ہے اس سے انحراف کی اجازت کسی کو نہیں ہے، اس پر ایمان لانا فرض ہے جو ایمان نہیں لائے گا وہ بھی واجب القتل ہے جو ایمان لانے کے بعد انکار کرے گا وہ بھی واجب القتل جو غیر جانبدار رہے گا وہ بھی واجب القتل، لیکن غامدی صاحب اور وحید الدین اس مذہب کے بارے میں کچھ ارشاد نہیں کرتے۔اسی لیے ہم بار بار یہ لکھتے ہیں اور اسی لیے لکھتے ہیں کہ دونوں جہلاء کو مغرب کے فلسفے کی اصلیت، حقیقت، ماہئیت کا علم نہیں، اس لیے یہ اسلام سے شرمندہ ہیں۔جاوید غامدی اور وحید الدین اسلام اور مغرب میں آزادی وجمہوریت کی مشترکہ قدر تلاش کر رہے ہیں۔ان جاہلوں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ مغرب میں آزادی کے دو تصور ہیں Negative Freedom, [Freedom from] اور Positive Freedom [Freedom to منفی آزادی کا مطلب ہے ہر قسم کی مقتدرہ [Authority] سے آزادی اور مثبت آزادی کا مطلب فرد کی آزادی نجی زندگی میں ان بیچاروں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ اسلام کو جمہوری ثابت کرتے ہیں

جب کہ جمہوریت میں اتھارٹی کوئی نہیں لہٰذا اسلام اور جمہوریت ساتھ نہیں چل سکتے۔ اسے مغرب میں Illiberal Democracy کہا جاتا ہے جو If اور But کے ساتھ چلتی ہے ان بیچاروں کو ہیبر ماس کی Radical Democracy اور دیگر مفکرین کی Constitutional Democracy یا liberal Democracy کا بھی علم نہیں ہے۔ ان دونوں جہلاء کو یہ تک معلوم نہیں کہ لبرل ازم کسی رواداری اور درگزر کا قائل نہیں مغرب کے سب سے بڑے سیاسی فلسفی John Rawls کے شارح اور رفیق کار Derben نے لبرل ازم کے سوا تمام مذاہب کے بارے میں صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے ہمیں دستوری لبرل جمہوریت کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ جمہوری معاشرے کے لیے ہم کسی کو دلیل سے قائل نہیں کرنا چاہتے۔ یہ تو طے شدہ امر ہے کہ عہد حاضر میں کوئی احمق ہی لبرل دستوری جمہوریت میں رہنا پسند نہ کرے۔ اگر کوئی احمق ایسی جمہوریت میں رہنے کے فوائد سے ناواقف ہے اگر وہ اس عظیم جمہوری معاشرے کی سچائی سے آگاہ نہیں ہے تو میں نہیں جانتا کہ ایسے نرے احمق اور جاہل کو کس طرح قائل کیا جائے۔ آپ ہٹلر کے بارے میں کیا کہیں گے اسے قتل کر دو، آپ اس سے دلیل کی بنیاد پر گفتگو کی کوشش نہ کریں۔ دستوری لبرل جمہوریت کے ضمن میں کسی دلیل، گفتگو اور مکالمے و مباحثے کی ضرورت نہیں۔

What Rawls is saying is that there is in a constitutional liberal democracy a tradition of thought which it is our job to explore and see whether it can be made coherent and consistent. . . We are not arguing for such a society. We take for granted that today only a fool would not want to live in such a society . . . If one cannot see the benefits of living in a liberal constitutional democracy, if one does not see the virtue of that ideal, then I do not know how to convince him. To be perfectly blunt, sometimes I am asked, when I go around speaking for Rawls, What do you say to an Adolf Hitler? The answer is [nothing.] You shoot him. You do not try to reason with him. Reason has no bearing on this question. So I do not want to discuss it (Dreben, 2003: 328-329, emphasis in the original).

اس سے پہلے اٹھارہویں صدی میں دس کروڑ سرخ ہندیا مریکی مہذب وحشیوں کے ہاتھوں ارتداد کے جرم میں قتل کئے گئے تھے اسی فلسفے کے تحت براعظم آسٹریلیا میں گوروں نے وہاں کے قدیم باشندوں کا قتل عام کیا گیا اسی فلسفے کے تحت افغانستان اور عراق پر بمباری کی جارہی ہے لیکن ہمارے جاہل مذہبی مفکرین اس فلسفے کو پڑھے بغیر یہ جاہلانہ بیانات روزانہ دیتے ہیں کہ امریکہ افغانستان اور عراق میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کررہا ہے حالانکہ بے چارہ امریکہ تو فی الحقیقت انسانی حقوق کے عین مطابق ان لوگوں کا درست قتل عام کررہا ہے جو انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہیں اور اس قابل ہیں کہ انہیں کتے بلیوں کی طرح ہلاک کردیا جائے۔

لہٰذا مابعد الطبیعیات کو غیر اہم قرار دینے کے نتیجے میں وسیع پیمانے پر مذاہب کے مابین اشتراک کے راستے نکل آتے ہیں لہٰذا مغرب کی نظر میں مابعد الطبیعیات کا انہدام آپ کو الٰہیات اعتقادات مذہب کی تنگ راہوں سے اوپر اٹھا کر ایک عالمی انسان [Global man] بنادیتا ہے یہ عالمی انسان اور اس کے وسیلے میں ملنے والا مشترکہ اخلاقیات مذاہب کا ورثہ عالمگیر معاشرے کی تعمیر میں کلیدی کردار ادا کرسکتا ہے یہ نقطۂ نظر خود ایک نئی مابعد الطبیعیات ہے جس کے نتیجے میں اسلام کی مابعد الطبیعیات کا خاتمہ ہوتا ہے تو حید کے بنیادی روحانی نظریے کی جڑ کٹ جاتی ہے اس کے نتیجے میں کائنات میں حقیقتوں کی ترتیب [consmological order] اور

ان کو پہچاننے کا طریقہ ختم ہو جاتا ہے ہمیں یہ کیسے معلوم ہو کہ حقیقتوں کی ترتیب میں سب سے اعلیٰ برتر ہستی اور حقیقت اللہ تعالیٰ ہے پھر فرشتے پھر پیغمبر پھر صحابہ شہداء پھر صدیق پھر اتقیاء پھر ولی اللہ پھر بزرگ کوئی معاشرہ مذہب اور تہذیب وجودیاتی اور کونیاتی تصورات، خیالات، نظریات [ontological and cosmological assumptions] کے بغیر کھڑی نہیں ہوسکتی اس بات کا فیصلہ کہ پہلے خدا ہے پھر پیغمبر یہ ہمیں کیسے معلوم ہوا یہ ہمارے خدا نے ہمیں خود بتایا ہے یہ علم ہمیں ہماری مابعد الطبیعیات سے عطا ہوا ہے مغرب مکالمہ بین المذاہب کے ذریعے عالم اسلام کو اس کی روحانی علمی اساس یعنی اس کی مابعد الطبیعیات اس کی الٰہیات اس کے اعتقادات سے محروم کرنا چاہتا ہے ہمارے بعض اجہل نام نہاد ترقی پسند علما کو ان نزاکتوں کا ادراک ہی نہیں ہے۔ الحمد للہ علماء کی اکثریت اس کفر جہل کی نفی کرتی ہے اور مکالمہ بین المذاہب کی قائل نہیں۔

کسی بھی تہذیب یا مذہب کی Metaphysics اس کی شناخت Identity ہوتی ہے مغرب کے فلسفے نے تمام شناختوں اور مابعد الطبیعیات کو ختم کر کے ایک نئی مابعد الطبیعیات ''مذہب سرمایہ داری'' بذریعہ فلسفہ مذہب بنیادی حقوق [Religious philosophy of human rights] ایجاد کر کے مارکیٹ شناخت کو واحد شناخت بنا دیا ہے ہر شخص کی شناخت اور حیثیت مارکیٹ میں متعین ہوتی ہے جب ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم اپنے آپ کو بھول جاؤ کہ تم کون ہو تم کس مذہب کس تاریخ کس روایت کے آدمی ہو تو دراصل یہ کہا جاتا ہے کہ ایک نئی مابعد الطبیعیات کو اختیار کر لو لہٰذا جب ہم اپنی مابعد الطبیعیات کو معطل کر کے جیسے ہی De-ontological حیثیت اختیار کرتے ہیں اِسی لمحے ہم ایک نئی مابعد الطبیعیات اختیار کر کے اس کے منہاج میں دوبارہ ontological ہو جاتے ہیں جس تہذیب مذہب کی مابعد الطبیعیات ختم ہو جائے وہ تہذیب فناء کے گھاٹ اتر جاتی ہے امریکہ کی انکا تہذیب [innca civilization] کے ساتھ یہی ہوا ایک ایسی تہذیب جو لاکھوں مربع میل کے رقبے پر قائم تھی امریکیوں نے اس کا قتل عام کر کے اس کے اداروں، علمیت، مابعد الطبیعیات کا خاتمہ کر دیا آج کالے امریکی اپنی زبان بھول چکے ہیں انھیں اپنی مابعد الطبیعیات کا علم نہیں ہے اسلام کی عظمت یہ ہے کہ اس کی مابعد الطبیعیات اور علمیت علماء مساجد مدارس قرآن سنت اجماع قیاس کے ذریعے عہد بہ عہد، سینہ بہ سینہ، سفینہ بہ سفینہ، تواتر و تسلسل اور تعامل امت کے ساتھ امت کو منتقل ہو رہے ہیں اس عمل میں کوئی رخنہ، رکاوٹ، خلل پیدا نہیں ہوا جس کا مغرب کو صدمہ ہے اور مکالمہ بین المذاہب کے پس پردہ اس مخفی آرزو کی عملی صورت گری ہے کہ مسلمانوں کو ان کی ایمانیات اور مابعد الطبیعیات سے محروم کر دیا جائے یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ نظام اخلاق اور تعزیر و قانون کا ماخذ بھی مابعد الطبیعیات ہوتی ہے حتّٰی کہ سونے اور جاگنے کے اوقات کا تعین بھی مابعد الطبیعیات سے نکلنے والے اصول کرتے ہیں اسلامی تاریخ و تہذیب میں راتوں کو جاگنے کا کوئی تصور ممکن ہی نہیں کہ تہجد اور فجر اسلامی تہذیب کے بنیادی عناصر ہیں راتوں کو جاگنے والے کیا تہجد پڑھ سکتے ہیں کیا فجر میں اٹھ سکتے ہیں مابعد الطبیعیات تو مباشرت کے اصول بھی بتاتی ہے وہ تو یہ بھی بتاتی ہے کہ دلہا جب حجلہ عروسی میں داخل ہوگا تو کیا کلمات ادا کرے گا وہ یہ بھی بتاتی ہے کہ ایام حیض میں مرد عورت کا فاصلہ کتنا رہے گا وہ کھانے پینے چھینکنے تک کے آداب بتاتی ہے وہ یہ بھی بتاتی ہے کہ جب قربانی کے جانور پر چھری پھیری جائے تو چھری لازماً تیز ہونی چاہیے وہ یہ بھی حکم دیتی ہے کہ ایام حج میں کون سا لباس پہنو گے کتنے کنکر مارو گے سر کیسے منڈاؤ گے اور ایام حج میں ازدواجی تعلقات تک منقطع رکھو گے وہ یہ بھی بتاتی ہے کہ تمہیں کس سے ہاتھ ملانا ہے کس سے نہیں کس عورت کو تم دیکھ سکتے ہو کس عورت کو نہیں دیکھ سکتے کس عورت سے تمہارا نکاح حلال ہے کس عورت سے حرام ہے کون سی غذا جائز ہے کون سی خوراک حرام ہے زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں رہ جاتا خواہ وہ نجی زندگی ہو یا عوامی زندگی معیشت ہو یا معاشرت جہاں مابعد الطبیعیات اثر انداز نہ ہو اور آپ کے صبح و شام میں دخیل نہ ہو اخلاقیات کا تمام دائرہ مابعد الطبیعیات کے بطن سے نکلتا ہے لہٰذا اخلاقیات کو اگر مابعد الطبیعیات سے الگ کر دیا جائے تو چھلکا رہ جائے گا مغز نکل جائے گا جسم باقی رہے گا روح پرواز کر جائے گی مغرب یہی چاہتا ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو بھول جائیں کہ وہ کون ہیں کہاں سے آئے تھے اور ان کا مقصد وجود کیا تھا مغرب کی نظر میں باعزت [honorable] عقل مند [Rational]،

روادار[Tolerant]، عاقل[Reasonable]، قابلِ قبول[Acceptable]، انسان[Human]وہ ہے جو اپنی مابعدالطبیعیاتی شناخت پر اصرار نہ کرے جو اپنے نفس [Self] کو یعنی عقل [Rational] کو ماخذ علم سمجھے اور کسی خارجی ذریعے یا وحی [External Source or Revelation] سے علم، ہدایت، احکامات اخذ نہ کرے کیونکہ جو شخص خارجی ذریعے سے احکامات قبول کرتا ہے اس نے اپنے نفس اور اپنی عقلیت کو فراموش کر کے اسے حقیر و ذلیل سمجھا ایسا شخص مغرب میں انسان نہیں تسلیم کیا جاتا لہٰذا ہر وہ مسلمان جو وحی الٰہی پر ایمان رکھتا ہے مغرب کی نظر میں Human نہیں ہے انسان وہ جو اپنی شناخت جدید عہد [Modren age] جدیدیت کی مابعد الطبیعیات، [Metapbysics of Modrenity] کے تناظر میں اس طرح کرے کہ اپنی مابعدالطبیعیاتی اساسات کو اپنی عملی زندگی میں ترک کر دے ذاتی زندگی میں اختیار کرے اور اجتماعی حیات میں نظر انداز کر دے۔ مابعدالطبیعیات کی معطّلی کا یہ عمل [Process of suspension of Metaphysics] آخر کا مابعدالطبیعیات یعنی وجود خدا، وجود پیغمبر، وحی الٰہی، سنت محبوب الٰہی، تصورات خیر و شر، حق و باطل کے خاتمے پر تکمیل پذیر ہوگا۔ جیسا کہ مغرب میں ہوا تین سو سال کے اندر عیسائیت یورپ سے مکمل بے دخل ہو گئی کلیسا فروخت ہونے لگے امریکہ میں کیتھولک ازم کے بجائے عیسائیت کی مسخ شدہ سرمایہ دارانہ شکلوں کو اختیار کرنے والے چرچ فروغ پانے لگے برطانیہ میں دنیادار مادہ پرست [Protestenism] پروٹسٹنٹ فرقہ کو مذہبی اختیارات منتقل ہو گئے اور چند سالوں میں چرچ آف انگلینڈ کا سربراہ ڈیانا کا شوہر چارلس جیسا بدکردار شخص ہو جائے گا۔

مغرب کے تعصب بغض اور ہٹ دھرمی کا المیہ یہ ہے کہ وہ اپنی سائنس، ٹکنالوجی سوشل سائنس کو مابعدالطبیعیات سے الگ کر کے پیش نہیں کرتا حالانکہ مابعدالطبیعیات سائنسی علمیاتی بنیادوں پر ثابت نہیں کی جا سکتی وہ محض ایمانیات الہٰیات اور اعتقادات کے قبیل سے تعلق رکھتی ہے مغرب کو اپنی مابعدالطبیعیاتی اساس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اس کے تمام اعتراضات مذاہب اور خصوصاً اسلام کی مابعدالطبیعیات پر ہیں کیونکہ اس کو ادیان عالم سے عموماً اور اسلام سے خصوصاً بغض و عناد ہے مغرب کا دعویٰ پوسٹ ماڈرن ازم کے ذریعے یہ ہے کہ بھول جاؤ کہ تم کون ہو تم اصل میں کچھ نہیں ہو تم کبھی بھی کسی وقت بھی کچھ بھی ہو سکتے ہو تم حاضر و موجود صورت میں ہو جو گرد و نواح کے حالات کے تحت اپنی صورت کسی لمحے کچھ بھی کر سکتی ہے۔ حقیقت [Reality] کے تمام تصورات غیر قطعی اور غیر حتمی ہیں حقیقت ہر آن تخلیق ہو رہی ہے اس کا خالق انسان ہے کیونکہ وہی خالقِ کُل [absolute creator] ہے اس لئے زمانے کی تبدیلی ایک نئی حقیقت سے روشناس کراتی ہے اور ہر نئی حقیقت اپنے عرفان کے لئے نئے اظہار کی متقاضی ہوتی ہے یعنی خدا ہر لمحے تخلیق ہو رہا ہے ہر نیا زمانہ نئے خدا سے روشناس کرا رہا ہے اور ہر نئے خدا کو ہر نئے زمانے میں پہچاننے کے لئے نئے عرفان کی ضرورت ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر مسلمان بین المذاہب مکالمے کے دوران اپنی مابعدالطبیعیات کو فراموش کر دیں خود خدا بننے کا دعویٰ کر دیں حقیقت مطلقہ [absolut reality] کو متغیر، قابل تخلیق تصور کریں تو انھیں مسلمان رہنے کی ضرورت کیا ہے؟ پھر وہ ارباب عالم کو کس چیز کی طرف دعوت دیں گے اگر خیر و شر، عیسائیت، ہندومت، اسلام میں کوئی فرق نہیں ہے تو پھر اسلام کی ضرورت کیا ہے۔ اس نقطہ نظر کے نتیجے میں اسلام کی علیحدہ شناخت اور دعوت تبلیغ ختم ہو جاتی ہے صرف اسلام کا تاریخی ڈھانچہ اور ایک ثقافتی سانچہ باقی بچ جاتا ہے جو حالات کے ریلے میں کبھی بھی بہہ کر ختم ہو جائے گا مغرب مذہبی مابعدالطبیعیات کو ختم کرنے کے بعد مذاہب عالم کے لوگوں کو ترقی [progress] کی طرف بلاتا ہے لہٰذا تمام مذاہب کے لوگ ترقی، مسابقت، زیادہ سے زیادہ مال کی طلب، سہولیات آرام و آسائش کو مقصد زندگی کے طور پر اختیار کر کے مغرب کی مابعدالطبیعیات کو قبول کر لیتے ہیں مغرب کا یہ دعویٰ ہے کہ اس راستے کے بغیر ترقی اور کامیابی کی منزل نہیں مل سکتی لیکن مغرب کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے کہ چین، ایران، مصر، یونان، اندلس، موئنجو دڑو ہر جگہ مغربی مابعدالطبیعیات کے بغیر بھی ترقی ہوئی چین میں آج بھی ترقی کا عمل جاری ہے جدیدیت پسند دلیل یہ دیں گے کہ آزادی اور اظہار رائے کی آزادی جمہوریت بنیادی حقوق کے بغیر ترقی نہیں ہو سکتی کیونکہ آزادی خیال سے تخلیقی صلاحیت جنم لیتی ہے اور خلاقیت کا فوارہ پھوٹنے لگتا ہے جبر و تشدد سے شخصیت سمٹ جاتی ہے

تخلیقی عناصر مر جاتے ہیں حالانکہ دنیا کے تمام بڑے بڑے انسان پابندیوں تکالیف اور مشکل حالات میں پیدا ہوئے ہیں اسی لئے مغرب کے گزشتہ تین سو سال میں ارسطو جیسا ایک آدمی پیدا نہیں ہوا کیونکہ سہولیات عیش وعشرت اور لذتوں اور چٹخارے کی زندگی کسی بڑے انسان کی تخلیق کے تمام امکانات ختم کر دیتی ہے ان سے پوچھا جائے کہ روس چین اور ماضی میں یونان ہندوستان میں ترقی کیسے ہوگئی جبکہ وہاں تو جمہوریت کا نام ونشان تک نہ تھا لہٰذا اسلام کی مابعد الطبیعیات اور اس مابعد الطبیعیات کو محفوظ رکھنے کی علمیت کی حفاظت عالم اسلام کا اہم ترین مسئلہ ہے علمیت مابعد الطبیعیات کو زندہ رکھتی ہے کیونکہ مابعد الطبیعیات کو سنبھالنے والا [Bearer] انسان ہے اگر انسان کی علمیت ختم ہو جائے تو اس کی مابعد الطبیعیات بھی ختم ہو جائے گی اسلام کی علمیت قرآن وسنت اجماع وقیاس کے ذریعے زندہ ہے اسی لئے تمام جدیدیت پسند جاوید غامدی، وحید الدین ڈاکٹر منظور احمد ڈاکٹر خالد مسعود اسلام کی علمیت کو مٹانے کے درپے ہیں تاکہ اسلام کی مابعد الطبیعیات کو تہس نہس کیا جا سکے عالم اسلام یہ یاد رکھے کہ اپنی مابعد الطبیعیات کو ترک کرنے سے مابعد الطبیعیات ختم نہیں ہوگی دوسری مابعد الطبیعیات آ جائے گی تم مابعد الطبیعیات سے مبریٰ ہو کر بھی مبریٰ نہیں ہو سکتے۔ تاریخ میں کوئی ایسی تہذیب، سائنس، مذہب، معاشرہ، نظریہ، فلسفہ، عقیدہ پیدا نہیں ہوا جو ابعد الطبیعیات سے محروم ہو یہ بات یاد رکھی جائے کہ مابعد الطبیعیات اور وجودیات کو معطل کرنے کی بات [suspension of ontologyor metaphysics] خود ایک نئی مابعد الطبیعیات Metaphysics ہے جب ہم کثیر المذاہب فلسفے [Multiplicity of faith] کی بات کرتے ہیں تو دراصل ہم خود ایک نئی مابعد الطبیعیات کو قبول کر لیتے ہیں جب یہ طے ہو گیا کہ سائنس ہو یا مذہب یا فلسفہ، یا جدید متنوع سائنسی مناہج مظاہر [Multiple Research Models] سب کے سب [Mutiple Metaphysic] سے پیدا ہوں گے۔ تو ہم اپنی مابعد الطبیعیات کو کیوں فراموش کر دیں کیوں بھول جائیں لطف کی بات یہ ہے کہ مغربی فلسفے اور اس فلسفے کے اطلاق کا طریقہ [Discourse] اور فلسفہ کا منہاج ایک جانب علماء اور مفکرین کو یہ باور کراتا ہے کہ مابعد الطبیعیات غیر اہم ہے لیکن دوسری جانب ایک نئی مابعد الطبیعیات کو متعارف کر کے تمام روایتی مابعد الطبیعیات کے انہدام کو انہی مذاہب کے احمق، جاہل، کودن، بے وقوف دانشوروں کے ذریعے ممکن بنا دیتا ہے۔ اسی لئے بین المذاہب مکالمے میں شریک ہونے والا کوئی مسلمان عالم دانشور مفکر کبھی مکالمے میں شریک کسی فریق کو اپنے دین کی دعوت نہیں دے گا انھیں کبھی اسلام کے آفاقی پیغام کی طرف نہیں بلائے گا کیونکہ اس مکالمے کی بنیاد بنیادی حقوق سے نکلنے والی مابعد الطبیعیات پر رکھی گئی ہے۔ مغرب میں جتنے بھی مکالمے، گفتگو، ٹاک شوز ہوتے ہیں وہ بنیادی حقوق کے تناظر میں ہوتے ہیں جس میں شریک تمام فریقین ایک دوسرے کو برابری کی سطح پر تسلیم کرتے ہیں۔ اپنے تصور خیر کو دوسرے کے تصور خیر پر فوقیت نہیں دیتے دوسرے کے موقف بھی وہی وزن دیتے ہیں جس قدر وزن اپنے موقف کو دیا جاتا ہے۔ دوسرے معنوں میں مکالمے میں کوئی حق کوئی باطل نہیں ہوتا سب اہل ہیں لہٰذا سب کا حق [Right] ہے کہ وہ اپنے حق [Good] کا مساوی سطح پر ابلاغ کریں کہ تمام مذہب یکساں خیر ہیں یکساں راستے کی جانب گام زن ہیں کسی مذہبی روایت کو کسی دوسری مذہبی روایت پر کسی قسم کی فوقیت حاصل نہیں ہے لہٰذا دعوت کا کیا سوال جب سب برابر ہیں تو بس اپنے اپنے راستے پر چلو یا اپنے راستے یا مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذاہب بھی اختیار کر لو تو کیا حرج ہے؟ منزل تو سب کی ایک ہے جو کسی بھی وسیلے سے حاصل ہو جائے گی۔ عیسائیت یا اسلام یا کسی بھی مذہب یا مغرب کے درمیان جب بھی مکالمہ ہوگا وہ اسی میزان ومنہاج میں ہوگا لہٰذا عملاً پسپائی اسلام کی ہوگی۔ خرم جاہ مراد کی کتاب ''اسلام اور مغرب'' میں عیسائیت سے مکالمے پر جو مضامین موجود ہیں وہ ثابت کرتے ہیں کہ مکالمہ شروع ہونے کے بعد مصلحت، مصالحت، مفاہمت پسپائی کا کیسا عمل شروع ہوتا ہے اور منافقت کی کتنی بڑی اور دبیز چادر اوڑھنی پڑتی ہے۔ اس مکالمے میں عالم اسلام کی جانب سے خرم جاہ نے پیش کش کی ہے کہ اگر مغرب تمام مسلمان ممالک کو سچی آزادی دے دے تو ہم حدود، عورت کا دائرہ قانون توہین رسالت وغیرہ اور دوسرے موضوعات پر از سر نو غور کر سکتے ہیں۔ گویا حدود اللہ، عورت کا دائرہ وغیرہ جیسے مباحث حتمی اور قطعی نہیں ہیں۔ مکالمہ ہمیشہ پسپائی ورسوائی پر ختم ہوتا ہے۔ خرم جاہ مرادؒ نہایت مخلص اور متقی فرد تھے وہ نہایت نیک نیتی سے

یہ کام کررہے تھے اگر وہ زندہ ہوتے تو یقیناً اس موقف سے رجوع فرما لیتے۔ اہم ترین سوال یہ ہے کہ بین المذاہب مکالمے کی ضرورت کیوں؟ اس وقت دنیا میں اسلام کے سوا کوئی مذہب بچا ہی نہیں ہے دنیا میں کوئی مذہبی ملک موجود نہیں ہے جو مذہبی ملک نظر آتے ہیں وہ بھی مذہب حقوق انسانی کو قبول کر چکے ہیں یا قبول کر رہے ہیں۔ مذاہب عالم کے مابین کوئی جنگ کوئی تنازعہ متوقع نہیں ہے پھر مکالمہ پر زور کیوں ہے ایک غیر ضروری غیر اہم چیز کو اہم کیوں ثابت کیا جارہا ہے تاکہ بتایا جائے کہ دنیا میں اصل مسئلہ مذاہب کی وجہ سے پیدا ہوا ہے جبکہ اصل دہشت گردی مذہب حقوق انسانی کے منشور نے برپا کی ہے اصل دہشت گرد جدیدیت کے علمبردار ہیں وہ جدید معاشرے جنھوں نے صنعتی طریقے کے ذریعے دنیا کو اسلحہ اور بربریت سے بھر دیا ہے اور ماحولیات کو تباہ کر دیا ہے مائیکل مین کی کتاب دی ڈارک سائڈ آف ڈیموکریسی The Dark Side of Democracy: Cambridge]اور ساحل کے شمارہ مئی ۲۰۰۵ء اور جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۰۶ء]اس دہشت گردی بربریت بہیمیت کی داستان سناتی ہے۔

یہ بات طے کرنے کی ضرورت ہے کہ پیغمبرانہ علم یعنی وحی افضل برتر اور اہم ہے یا جدید سائنسی علم ظاہر ہے اصل کامل افضل اور برتر علم وحی الٰہی کا علم ہے اور اس کے متعلقات جو نقل سے حاصل ہوتے ہیں سائنس تو صرف حواس خمسہ اور عینی مشاہدات تک محدود ہے اسی لیے انبیاء کرام نے جب بھی لوگوں کو معجزے دکھائے یعنی ان اشیاء اور واقعات کا عینی مشاہدہ حواس خمسہ کی مدد سے کرایا تو ایک بھی شخص مسلمان نہیں ہوا۔ اس لیے یہ کہنا کہ سائنسی مشاہدہ ایمان میں اضافے اور یقین کا سبب بنتا ہے بہت مشکل دعویٰ ہے۔ اگر ہم جدید سائنسی علم کی عظمت کو مان لیں تو پیغمبر کو عہد جدید کا انسان اپنے سے کمتر سمجھے گا کہ وہ سائبر ورلڈ اور ای ورلڈ سے واقف نہ تھے کائنات کی مادی حقیقتیں اس طرح اس عہد میں آشکارا نہ تھیں لہٰذا عصر حاضر کا انسان پیغمبر پر برتری رکھتا ہے۔ نعوذ باللہ جدید انسان انہی معنوں میں سابقین سے افضل ہے۔ علامہ اقبال کا خطبات میں یہی نقطۂ نظر ہے اسی بات کو دوسرے تناظر میں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ آیا خیر [Good Truth] کو اہمیت حاصل ہے یا حق [Right] کو۔ حق کسی تصورِ خیر [Theory of Truth] کے بغیر ہے یا حق مجرد حق ہے اس کا کسی خیر سے تعلق نہیں اور خیر کو حق پر فوقیت نہیں۔ دنیا میں کوئی معاشرہ حتّٰی کہ جدید معاشرے بھی کسی نہ کسی تصور خیر اور مابعد الطبیعیات پر استوار ہیں انہی تصورات سے حقوق کا تعین ہوتا ہے۔

یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہر بیان کسی نہ کسی مابعد الطبیعیات سے جڑا ہوتا ہے جعفر برمکی نے طواف کعبہ کے دوران جب عباسی خلیفہ سے اس بات کا اظہار کیا کہ اگر کعبہ کے اوپر صندل، عود اور لوبان جلایا جائے تو اس کی خوشبو سے زائرین فرحت اور راحت محسوس کریں گے خلیفہ نے طواف روک کر جعفر سے کہا کہ تم ابھی تک اپنے سابقہ مذہب آتش پرستی سے باہر نہیں نکلے دوسرے معنوں میں تم ہمیں آگ کا طواف کرانا چاہتے ہو زیارت سے واپسی پر خلیفہ نے پورے خاندان کو قتل کرا دیا خلیفہ نے اس بات کو محسوس کر لیا کہ اسلامی ریاست کے اندر ایک دوسری مابعد الطبیعیات کا حامل خاندان اتنے اہم عہدوں پر فائز ہے جو اسلامی مابعد الطبیعیات کے لئے مخفی خطرہ ہے ممکن ہے کوئی دوسرا شخص جعفر برمکی کے بیان کو اس تناظر میں نہ دیکھے اور سوچے کہ خوشبو میں کیا حرج ہے ظاہر ہے مابعد الطبیعیاتی تناظر بدلنے سے سوچنے، سمجھنے، اخذ و استنباط کرنے، نتائج نکالنے، فیصلے تک پہنچنے کا پورا عمل تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس عمل، قول، فعل، بیان کی توجیہہ تشریح، تبدیل ہو جاتی ہے اسلامی تاریخ کے آزاد خیال خلیفہ بھی مابعد الطبیعیات پر کوئی سودا نہیں کرتے تھے کہ یہ ان کی بنیاد تھی اس کو محفوظ رکھنا ان کی ذمہ داری تھی۔ انہی معنوں میں اسلام کی مابعد الطبیعیات اسلامی تہذیب کے تمام تر زوال کے باوجود ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ کے زوال تک محفوظ و مامون تھی کیونکہ ریاستی اور حکومتی سطح پر بالا، برتر، افضل قانون [Public Law] اسلام تھا۔